بدل اشتراک

سالانہ - ۱۲ روپیہ

ششماہی - ۶ روپیہ

خصوصی شمارہ - ۱ روپیہ

عام شمارہ ۵۰ پیسے

قارئین تمہید کو

عید مبارک

اٹھ کہ خورشید کا ساماں سفر تازہ کریں

تمہید

پندرہ روزہ بیڑ

TAMHEED Viewsfortnightly BEED.

جلد ۲ : شمارہ نمبر ۶ : ۷ | مدیر: خواجہ منظور الدین | مورخہ ۱۲ر نومبر ۱۹۷۸ء 12-11-1978

تمہید

۱۸۵۷ء کے غدر کو ہوئے کچھ کم ایک اور ربع صدی کا عرصہ گذر چکا ہے۔ مگر غدر میں مسلمانوں کی قسمت کا آفتاب جو غروب ہوا پھر طلوع نہ ہو سکا۔ غدر میں ان کا سب کچھ لٹ گیا۔ چھن گیا اور سوچنے سمجھے اور منظم طریقے پر ایک طرفہ انتقامی کاروائیوں کا جو سلسلہ شروع ہوا تو انہیں چین نصیب ہوا نہ اتنی مہلت مل سکی کہ وہ سوچ سکیں کہ کہاں تھے اور کہاں پہنچ گئے۔ اور آہستہ آہستہ ان کے ہاتھوں سے سیاسی اقتدار تو جاتا رہا تھا۔ نظم و نسق و دفاع کے سارے کلیدی عہدے، ملازمتیں، زراعت، تجارت، کاروبار بھی جاتے رہے۔ اس پر ان کی جہالت، تنگ نظری اور قدامت پرستی نے رہی سہی کسر بھی پوری کردی۔ آج اس قدر طویل مدت گذرنے اور حصول آزادی کے بعد بھی ان کے حالات میں کسی خاص قسم کی تبدیلی کا احساس نہیں ہوتا۔ ان کے تعلق سے غلط فہمیاں، شکوک و شبہات اور بدگمانیاں حکمراں اور اکثریتی طبقہ میں آج بھی موجود ہیں اور اس کے نتیجہ میں جماعتی نقصان بھی ہو رہا ہے۔ ان کا مذہبی قانون، ان کے بڑے بڑے تعلیمی ادارے، ان کی زبان، ان کی تاریخ اور کلچر کی نمایاں خصوصیات سب خطرے میں ہیں۔ ڈیفنس، مرکزی اور ریاستی ریزرو پولیس اور پولیس فورس، ایڈمنسٹریشن اور عدلیہ کے دروازے ان پر بظاہر بند نہیں مگر یہ تلخ حقیقت ہے کہ شعبہ وار ان کی تعداد ہر جگہ عہد غلامی کے مقابلے میں آج کم ہے مگر اس کے باوجود افسوس اس بات کا ہے کہ کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا ہے۔ زندہ قومیں اسلئے قصۂ ایام سلف کو اوراق پارینہ کی قدر نہیں کرتیں کہ یہ لہو گرم رکھنے اور تڑپنے کے سامان فراہم کرتا ہے بر خلاف اس کے وہ اپنے اکابرین کے کارناموں سے سبق حاصل کرتی ہیں ان کے مشن کو آگے بڑھاتیں اور ان کے خوابوں کی تکمیل کے لئے ہر وقت سرگرم عمل ہوا کرتی ہیں اسلئے اپنے اسلاف کی یاد ان کے دلوں میں ہمیشہ تازہ رہتی ہیں۔

۱۷ اکتوبر کا دن آیا۔ اور خاموشی سے گذر گیا اور مسلمانوں کو یہ یاد بھی نہ رہا۔ کہ یہ اسلامیانِ ہند کے نجات دہندہ کا یوم ولادت ہے جس نے بار بار اس بات پر خون کے آنسو بہائے کہ اس سے زیادہ اور کیا مصیبت ہو سکتی ہے کہ مسلمان بگڑ گئے اور بگڑتے جاتے ہیں اور کوئی صورت انکی بھلائی کی نظر نہیں آتی۔ اور جسنے اپنی قوم کو آسمان کی مانند کرنا چاہا جو رات کے وقت ہم کو دکھائی دیتا ہے اور جس نے اپنی قوم کو معزز اور دوسری قوموں کی آنکھوں میں باعزت بنانے کے لئے کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھا، بلکہ اپنی ساری زندگی اس مقصد کے حصول کے لئے وقف کردی جس کے عزیز و اقارب، دوست احباب، اور ملاقاتی اور ان سے روابط، اندرون اور بیرون ملک انگریزوں سے جس کے تعلقات، جسکا سفر اور حضر، الغرض جس کا جو کچھ تھا سو وہ قوم کے لئے تھا اس کا اپنا کچھ نہ تھا۔ جس نے اپنے لئے کچھ نہ رکھا تھا۔ اپنی آرزوؤں کی تکمیل میں اغیاروں کی طرف سے اور خود اپنوں کی جانب سے کتنی رکاوٹیں پیش آئی کتنی مصیبتیں جھیلنی پڑیں۔ مگر جس کے پائے استقامت کبھی نہیں ڈگمگائے اور جو آخر دم تک اپنی تحریروں اور خطبوں کے ذریعہ قوم کی اصلاح اور ترقی کے لئے کوشاں رہا۔

اسلامیانِ ہند کا یہ نجات دہندہ شاید محسن الملک اور بابائے قوم بھی کہلاتا کہ اسکی ساری ابتدائی کوششیں اس بات کیطرف اشارہ کرتی ہیں کہ وہ ایک عرصہ تک دونوں کو بھائی بھائی مثل اپنی دو آنکھوں کے سمجھتا رہا۔ مگر جب ایک معقول تجویز ورنیکلر یونیورسٹی کے تعلق سے پیش ہوئی اور اسکے خلاف بنارس اور الہ آباد میں مخالفت کیلئے تیاریاں شروع ہوئیں اور پھر اُردو زبان اور فارسی حروف کو مٹانے کی کوششیں بھی ہونے لگیں اور فسادات کی لہر بھی چل پڑی تو ان واقعات نے اس محسن کو خوش خیالی کی دنیا سے نکال کر تلخ حقیقتوں کی دنیا تک پہنچا دیا۔

سرسید احمد خان کے سیاسی، سماجی، مذہبی، اصلاحی اور تعلیمی افکار اور ان کے طریقۂ کار سے اختلاف خود انکی حیات میں ہوا اور آج بھی ان سے مکمل اتفاق ضروری نہیں ہے۔ مگر کیا ہم اپنے ایسے زبردست محسن کو جس نے اپنی زندگی کا ہر لمحہ قومی تعمیر و ترقی کیلئے وقف کر رکھا تھا اپنے مقصد سے جیسے والہانہ شغف تھا جس نے اپنی پوری زندگی کو ایک عالی نسب الیسن کا حامیہ بنا دیا تھا اور جس کی دردمندی، خلوص، لگن، دل اور وسیع النظری، لگن اور جد و جہد مسلسل کی نظیر مشکل سے ملتی ہے اور جس نے اپنے سخت سے سخت وقتوں اور دشواریوں کو کبھی حائل نہیں ہونے دیا بلکہ ہر موڑ پر جس کی روش بے باکی اور جرأت کی ایک مثال بیش کی یہ یکسر فراموش کر دینا بیجا نہیں ہے۔ کسی قوم کیلئے اس سے زیادہ بدقسمتی نہیں کہ وہ اپنی قومی تاریخ کو بھول جائے اور اپنے محسنوں کی یاد کو کھو دے۔

[illegible]

ادبیات

ماڈرن زندگی سے آئیڈیل زندگی تک — ایک سفر

[illegible]

[illegible]

آج پھر ادب ... جنس اور تشدد کی بات [illegible]

[illegible]

مگر حقوق قدروں کی منزل کو پہنچنے کے لئے اسے انسانی قدروں کو حاصل کرنے ہی جانا تھا [illegible]

[illegible]

••

بقیہ: بڑی مشکل سے ہوگئے —

[illegible]

[illegible]

○ اخباروں
○ رسالوں
○ کتابوں
اور پوسٹروں کے لئے
ہر قسم کے رنگ ... وغیرہ
کے لئے

ایم لیتھو اینڈ آفسیٹ پریس

[illegible]

غزلیں

از حضرت یعقوب عثمانی

ہم کھل کر سامنے کب کے یہ آثار سے بدلے
رخ جو دیکھے احساس کے دھارے بدلے

ذہن آباد تھا ہر چیز بھی روپ میں تھی
سادہ یادوں کا بھی نقش تو نظارے بدلے

ڈھونڈتے کیا نہیں پیچیدہ خیالوں کا سرا
سیکڑوں بار امیدوں کے اشارے بدلے

فاصلے پھر بھی نگاہوں سے الجھتے ہی رہے
رہ میں دم لینے کو ٹھہریں تو کنارے بدلے

دامن سے جو تاریخ کو رحمت سے نئی منزلوں کی
عہد حاضر نے بھی اب تک تو منارے بدلے

سلطنت پوچھتی پھرتی ہے ٹھکانا اپنا!
جیسے سیاروں کی کے یہ سارے بدلے

کوئی اب پیش کرے فکر کے روشن پہلو
ذہن سے تیرہ ہیں چمک تھی وہ ستارے بدلے

آنکھیں دیتا ہے خبر یہ بھی علی یعقوب
حشر کچھ بھی سہی امکان تو بارے بدلے

احمد حسین شمس
کشن گنج پورنیہ، بہار

ہے دسترس قدر خود اپنی قبا تنگ ان دنوں
سنگ راہ پہ چاشت ہے لہو سنگ ان دنوں

رنگ رنگ کے پیرہن سے نکلی ہو سانس بھی
سورج میں لگ گیا ہے کیسا زنگ ان دنوں

احساس کے حصار میں ہر فرد بند ہے
جذبات و عقل میں بڑی جنگ ان دنوں

جس سر زمیں کی مدت سے سنوار رہی تھی کائنات
اب خود شکستہ ذات پہ ہے زنگ ان دنوں

ہر وقت رقص ہے ترانہ ہے فکر و فن
عرفان شعور کا پاس سنگ ان دنوں

اے شمس شعلوں سے بچا دامن بچا کے چل
بدلے ہوئے ہیں وقت کے آہنگ ان دنوں

ساحل احمد، الہ آباد

نکلا چاند اماوس کا
رات ڈھلے گی پانی میں

دھوپ کا غازہ چمکے گا
رات بجھے گی پانی میں

شام کو سورج ڈوبے گا
ناؤ چلے گی پانی میں

موج اگرچہ سرکش ہے
ہاتھ لگے گی پانی میں!

دھوپ کی تھالی پیتل کی
آگ لگے گی پانی میں!

چھیڑ نہ ساحل مچھلی کو!
کود پڑے گی پانی میں!

[illegible]

اپنے ہونے کی طرف چل چل اترتا کون ہے
مجھ میں بھی صدیاں بنا کر مجھ سے گزرا ہی ہے

کون ہے جو چاہتا ہے مجھ سے لفظوں و معانی
دیکھ یہ ہر سوچ میں بنا [illegible] کون ہے

میں صدیاں کا چکا ہی ہوں [illegible]
زینہ زینہ درد [illegible] اترتا کون ہے

ایک پرندہ کالا [illegible] گھر سے گزرتا اب غضب!
دھوپ میں جلتی ہوئی چھت پر [illegible] کون ہے

میں نہیں تو کون ہے چہرہ [illegible]
[illegible]

اعلان

آئندہ شمارہ میں

مولانا محمد علی جوہر

پر مضامین ہوں گے۔

قلم کار حضرات ۳۰ نومبر ۱۹۷۸ء تک مضامین بھجوائیں۔

(ادارہ)

To, Dr. Mughni Tabassum HYDERABAD
11-6-865, Lakdi ka pul
500004

اپنی بات

• اداریہ •

ایک سوچی سمجھی سازش اس بات کی چل رہی ہے۔ کہ ہماری موجودہ اور خاص طور پر آنے والی نسل اپنی تاریخ اور اسلاف کے کارناموں سے بے بہرہ ہو جائے۔

اور ہماری بدنصیبی ہے کہ ہم نے محسوس کر رہے ہیں اور نہ ہی اس کے لئے کوئی جتن۔ بجائے اکثر بڑے بڑے اخبار اور رسائل زیادہ تر تجارتی اغراض کو سامنے رکھ کر کام کر رہے ہیں۔ کہ وہ کسی قسم کے سودے میں نہیں پڑنا چاہتے۔ اور چھوٹے اخبارات اور رسائل کے لئے بڑے قلم کار بہت کم لکھتے ہیں۔

ہماری لاکھ خواہش کے باوجود قلمی تعاون بھی حاصل نہ ہو سکا اور ہم بھی بس

One man show

کے قائل نہیں رہے۔

اور جب وہ سلیقہ ممکن ہی نہیں تھا کہ ہم اس خوبصورت کشش کو برباد نہ کرتے۔ اگرچہ کہ جو کچھ اور جس طرح سے ہو سکا ہے۔ اس سے ہم خود پوری طرح مطمئن ہیں۔ اور نہ ہی خوش۔

× × ×

پرنٹر، پبلشر، ایڈیٹر، پروپرائٹر
خواجہ منظور الدین
نے ابراہیمیہ پریس منظورپورہ اورنگ آباد
سے چھپوا کر
دفتر "تشنہ" پندرہ روزہ
کار نمبر، جیٹھ
سے
شائع کیا۔

ادارہ
بڑی مشکل سے ہوتا ہے...

"حقیقی عظمت کا اگر کوئی انسان مستحق ہو سکتا ہے۔ تو یقیناً سرسید احمد خاں اس کے مستحق تھے...... وہ ایک ہی وقت میں اسلام کا محقق، علم کا حامی، قوم کا مرشد، رہنما، پولیٹیشین، مصنف اور مضمون نگار تھا۔ اس کا اخلاص عالم کا نمونہ تھا۔ جو گزشتہ تہذیب ناں میں بیٹھ کر اپنی تحریروں سے لوگوں کو اسلئے بلکہ وہ تمام دنیا کے سامنے لوگوں میں لوگوں کا رہبر بن کر اس لئے آیا کہ جس بات کو سچ اور صحیح سمجھے اگر اس کی دنیا مخالف ہو تو ساری دنیا سے لڑنے کے لئے ہر وقت تیار اور آمادہ ہے ہندوستان میں ہم کو ایسے شخص کی مثال جیسا کہ وہ تھا کب مل سکتی ہے۔ کہ نہ جاہ و مرتبہ تھا نہ دولت تھی باوجود اس کے ہندوستان میں مسلمانوں کی قوم کا سردار بن کر ظاہر ہوا۔ یہ وہ رتبہ ہے جو اس سے پہلے کسی اور شخص کو تلوار کے زور سے حاصل نہیں ہوا"

—— • پروفیسر آرنلڈ

"انہوں نے تمام خرابیوں کی اصلاح اور تمام مشکلات کا حل اس بات میں دیکھا کہ قوم میں تعلیم کی اشاعت کی جائے مگر قومی تعلیم و تربیت خود ایک عظیم الشان کام تھا جس کے لئے سرمایہ اور کارکنوں اس لئے انہوں نے خیال کیا کہ سب سے مقدم مسلمانوں کو پولیٹیکل بے دلی سے نکالنا اور ملک کی حکومت میں جس قدر حصہ لینے کا گورنمنٹ نے ان کو بحیثیت ہندوستانی کی رعایا ہونے کا حق دیا ہے اس میں ان کا استحقاق پیدا کرانا ہے جو بغیر اس کے قوم میں ایک مناسب لٹریچر، ہندوستان اور انگلستان کی پولیٹیکل کارگزاری کی پیدا کی جائے کسی طرح ممکن نہیں۔"

حالی

—— • حیات جاوید دوم مطبوعہ ۱۹۰۱ء

"مسٹر بیک کا یہ منصوبہ کہ تمام انگلش مسلمانوں کو جدید تعلیم سے آراستہ کیا جائے اور مرتب کر دیں جیسے کہ جب یہ ہندوستان عزت اور عظیم تھا۔

میرا اس تعلیم کے بارے خیال ہے کہ مسلمان جدید طرز کی قومیت کی تعمیر میں کوئی مؤثر حصہ نہیں لے سکتے تھے۔ بلکہ یہ اندیشہ تھا کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہندوؤں کے غلام بن جائیں گے۔ یہ تعلیم میں بھی ان سے آگے تھے اور معاشی اعتبار سے بھی زیادہ مضبوط تھے"

—— • پنڈت جواہر لال نہرو
میری کہانی حصہ دوم ص ۱۳۱

• اس کالج میں ہندو اور مسلمان دونوں برابر وظیفوں کے مستحق ہیں۔ اور دونوں کے ساتھ بطور برادر کے یکساں طور پر سلوک کیا جاتا ہے۔ میں ہندوؤں اور مسلمانوں کو مثل اپنی دو آنکھوں کے سمجھتا ہوں"

—— • سرسید احمد خاں
مجموعہ لکچر ہائے سرسید

• ہم ہندوستانیوں کی تمام محفلیں بے جان ہیں۔ یا تو فرسودہ ہو جاتی ہیں اور ان کے تمام ارادے کی تکمیل کے لئے آڑ بن جاتی ہیں یا ہر قوت ہم میں نہیں ہے کہ ہم اپنا کام اپنی رائے اور اپنی قوت سے چلا دیں اور یہی سبب ہے دوستوں کو کئی دفعہ بطور وصیت کے کہہ چکا ہوں کہ یہ مدرسۃ العلوم کا جو حال ہو سو ہو۔ مگر ایسا نہ کرنا کہ قوم کے ہاتھ سے نکل کر اوروں کے قبضہ میں چلا جائے"

—— • خطبہ تمام محمد نقی حلی
صلاح فخری پابور منظور الحسن

- اغلب خیال ہے کہ عوام کے ذہنی رجحانات پر جتنے گہرے اثرات تہذیب الاخلاق نے چھوڑے

"یہ ہندوستان کے کسی اردو رسالہ نے نہیں چھوڑے...... اس رسالہ کے اجراء سے موجودہ اردو ادب کی تاریخ کا آغاز ہوتا ہے"

—— • مولانا ابوالکلام آزاد
خطبہ تعلیم انساد ۲۰ فروری ۱۹۱۳

• گزشتہ کے اداریوں کا مقصد اپنے قارئین کو مسرور کرنا نہیں تھا بلکہ ان اداریوں میں مسئلہ کا ہر پہلو واضح کر دیا جاتا تھا۔ اور فیصلہ قارئین پر چھوڑ دیا جاتا تھا۔ اس طرح سرسید عوام کی قوت فیصلہ کو ترقی دیتے اور حق و باطل کی تمیز کرنا سکھاتے تھے۔

—— • ڈاکٹر اصغر عباس
سرسید کی صحافت

"ہم نے بمشکل دو سال تک بہت اصرار سے تہذیب الاخلاق کو تیسری مرتبہ جاری کیا تھا...... ہم کو امید تھی کہ ہمارے دوست تحریری مضامین سے ہماری مدد کریں گے اور اس کے جاری رہنے میں ہم کو وقت کم صرف کرنا پڑے گا۔ مگر ہماری یہ امید پوری نہیں ہوئی اور اس کے لئے مضامین لکھنے میں ہمارا بہت وقت صرف ہوتا ہے اور تہذیب الاخلاق جس کے چھاپنے میں علاوہ ہماری محنت و مال کا بجائے سو روپیہ ماہوار کا کے کم خرچ نہیں ہوتا وہ دراصل لاگت وصول ہونے کے قابل بھی قدر و منزلت نہیں ہوتا"

—— • تہذیب الاخلاق
پرچہ یکم رمضان ۱۳۱۲ھ

• مسٹر بیک جانتے تھے کہ صلیبی جنگوں میں اسلام و عیسائیت کا ایک فریق و مقابل ہوا تھا اور اس دور کے بعد اسلام کی فتح مسلمانوں کے عقیدہ، عقیدہ، مسلمانوں میں ان کی ذات اور عزت ہے۔ حیثیت۔ ایک وسیع حلقہ اعلیٰ تعلیم، تربیت یافتہ اور ترقی پذیر۔ وہ اس حد تک تھی